ترکی میں احیاءاسلا م کے لیے کی جانے والی کوششوں کا ایک کردار: نجم الدین اربکان

A Role of Efforts for Islamic Revival in Turkey: Najamuddin Erbakan

Saira
Research Scholar, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi
Email: saira_mehdi@hotmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0001-9448-3135

ABSTRACT:

In 1923, Mustufa Kemal Ataturk imposed Western ideology and culture in Turkey in the guise of secularisim and nationalism.The Turkish denizens who were facing severe political, social and economic regression at the time, accepted this change as the only way to out of their predicament. However, it did not deter the love for Islam from the hearts of Turkish people who were still deeply rooted in the Ottoman culture and traditions. At the end of the 19th century, Islam once again took roots in Turkish politics and personalities like Adnan Menderes, Necmettin Erbakan, Recep Tayip Erdogan and Abdullah Gul came appeared on center stage to form Pro-Islamic political parties and strived for the revival of Islamic spirit.The objective of this research is to anlyse the struggle of one of these revivalists, Necmettin Erbakan in Turkish politics.

***Keywords**: Islam, Erbakan, Najamuddin, Revival, Turkey*

1923ء میں مصطفی کمال پاشانے سیکولرازم اور قومیت کا نام لے کر یورپی فکر اور ثقافت کو جدیدیت کے پردے میں لپیٹ کر ترکی پر مسلط کر دیا تھا۔ ترکی کی عوام جو اس وقت سیاسی، سماجی اور معاشی اعتبار سے پسماندگی کی طرف جا رہے تھے، اسے اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا اور قبول کر لیا۔ یہ تبدیلی ترک عوام کے دلوں سے اسلام کی محبت نہ نکال سکی، ان کی تہذیب و تمدن اسلام اور عثمانی روایات سے جڑی ہوئی تھی۔ بیسویں صدی کے اختتام سے پہلے ترکی کی سیاست میں اسلام پھر سے نمو پانے لگا اور عدنان میندرس، نجم الدین اربکان، رجب طیب اردوغان اور عبداللہ گل جیسی شخصیات سامنے آئیں۔ جنہوں نے ترکی کی سیاست میں اسلام پسند جماعتوں کی قیادت کی اور اسلام کے احیاء کی کوششیں کیں۔ اس مقالے کا مقصد ترکی میں اسلام کے احیاء کی جانے والی کوششوں میں نجم الدین اربکان کے کردار کا جائزہ لینا ہے۔

دنیا میں بہت سی عظیم ہستیاں آئیں جنہوں نے اپنی قوم کی حالت بدلنے کی بھرپور کوششیں کیں لیکن ان کے جانے کے بعد ان کا منشور ان کے ساتھ ہی چلا گیا۔ ایک مثالی رہنما کسی بھی حالت میں اپنی قوم سے دست بردار نہیں ہوتا، اسے اپنی قوم کو درپیش مسائل سے بہ خوبی آگاہی ہوتی ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے اس کے پاس ایک

منشور ہوتا ہے جس پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنی قوم کو طوفان سے نکال سکتا ہے۔ بہت سی خوبیاں ملیں تو ایک اچھا قائد بنتا ہے، جن میں آزادی فکر، آزادی اظہار، قانون کی بالادستی، خود احتسابی، عدل وانصاف، اچھے رفقاء کی تقرری اور عوام کی تنقید خندہ پیشانی سے برداشت کرنا شامل ہیں۔ کچھ ہستیاں ایسی تھیں کہ ان کے جانے کے بعد بھی ان کی یاد اور ان کا نظام ختم نہ ہوا۔ ایک اچھے قائد کی یہی خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کا کردار اور سوچ لوگوں کے دلوں میں نقش ہو جائے۔ انہی میں ایک نجم الدین اربکان کی شخصیت ہے۔ ترکی کی سیاست کو سیکولرازم کے محور سے نکال کر اسلام کی طرف لے جانا ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

نجم الدین اربکان ترکی کی شمالی سرحد پر بحر اسود کے ساحلی شہر سینوپ[۱] میں ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو اپنے دو بھائیوں صلاح الدین اور نظام الدین کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد صبری بک (متوفی ۱۹۴۲ء) سلجوقی سرداروں کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے دادا حسین بے (متوفی ۱۹۲۰ء) سلجوقی کابینہ کے آخری وزیر تھے اسی بنا پر ان گھرانہ ناظر زادہ یعنی ابن وزیر (اربکان) کہلاتا تھا۔ جب ترکی میں خطابات کا قانون صادر ہوا تو انھیں "اربکان" کے خطاب سے یاد کیا جانے لگا۔ ان کا تعلق کوزان[۲] سے تھا۔[۳]

نجم الدین اربکان کے والد نے استنبول سے قانون کی ڈگری حاصل کی تھی اور سول اور شرعی جج کی حیثیت سے چالیس برس تک اس منصب پر فائز رہے۔ ان کے والد کی ملازمت کے سلسلے میں جگہ جگہ تبدیلی ہوتی رہتی تھی اسی وجہ سے اربکان نے کئی شہروں میں اپنا بچپن گزارا۔ ان کی والدہ کمیر جو کہ ان کی والدہ کی دوسری بیوی تھیں کا تعلق سینوپ کے اعلیٰ خاندان سے تھا۔ ان کے والد پولیس میں ہیڈ تھے اور ان کی بھی جگہ جگہ تبدیلی ہوتی رہتی تھی اس لیے انہوں نے بھی مختلف مدرسوں میں تعلیم حاصل کی۔[۴]

نجم الدین اربکان نے اسلام کی ابتدائی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ ان دنوں اسلامی تعلیم اسکولوں میں دینا ممنوع تھی۔ ان کے والدین نے بچوں کو دینی اور دنیاوی تعلیم دونوں دیں کیونکہ وہ ان دونوں کی اہمیت سے واقف تھے۔ انھوں نے اپنے طرز عمل سے اپنے بچوں کے لیے خود کو مثال بنایا کیونکہ ان حالات میں دینی کتب بازار میں باآسانی نہیں ملتی تھیں۔ نعمان قرتلموش (۱۸۸۷ء۔۱۹۲۳ء)[۵] کی Amentü Serhi جو کہ عقیدے کے اصولوں کی وضاحت کے لیے اور عوام الناس کو مذہبی مسائل کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرنے کے لیے تفسیر لکھنے کی روایت عثمانیوں کے آخری دور میں شروع ہوئی، عقائد سے متعلق اہم کتاب ترکی رسم الخط میں اہم ذریعہ تھی۔[۶]

نجم الدین اربکان کی اسلام سے محبت تین سال کی عمر میں شروع ہوئی جب ان کے گھر کے سامنے کائیسری میں ایک تاریخی مسجد لائے لی ؎ میں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھتے اور اذان سنتے اور ان کا زیادہ تر بچپن اسی مسجد کے احاطے میں گزرا۔ انھوں نے چھوٹی سی عمر میں ہی باقاعدگی سے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا۔[8]

نجم الدین اربکان کے پانچ بہن بھائی تھے اور ان سب نے طب کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔[9] اربکان نے اپنی ابتدائی تعلیم کیسری جمہوریت پرائمری اسکول میں شروع کی بعد میں ان کے والد کی طرابزون[10] تبدیلی کے باعث یہاں تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ طرابزون میں ان کے گھر کے باہر ایک بڑا سا باغ تھا جس میں وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے ان کے کھیل بھی ایسے ہوتے جس میں یہ ایک بازار سجاتے دکانیں ہوتیں اور وہ نقلی پیسے بنا کر خرید و فروخت کرتے ان کھیلوں کے اصول اربکان ہی طے کرتے تھے اس کے علاوہ فوجی مشق کرتے اور بیلوں سے باڑ بناتے اور کتابیں پڑھتے۔ جس سے ان کی مستقبل کی زندگی کا اندازہ ہوتا ہے۔[11]

انھوں نے پرائمری تعلیم ۱۹۳۷ء میں پہلی پوزیشن کے ساتھ مکمل کی ۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ اپنے والد کے ساتھ استنبول آگئے جہاں انھوں نے ایرکک اسکول میں داخلہ لیا۔ یہاں ان کی اعلیٰ کارکردگی اور ذہانت کے باعث استاد اور دوست انھیں دریا نجم الدین (علم کا سمندر) کہتے تھے۔ انھوں نے اپنے فزکس کے استاد سے ان کے مضمون میں دس میں سے دس نمبر لیے جبکہ وہ استاد مسٹر صفر والے استاد کے نام سے مشہور تھے۔

۱۹۴۳ء میں سیکنڈری اسکول میں امتیازی نمبروں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد انھیں استنبول ٹیکنکل یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ انجینیئرنگ کا شوق انھیں بچپن سے ہی تھا اور اس کے ساتھ ان کے خاندان کی رہنمائی بھی شامل تھی انھوں نے داخلے کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا اور شعبہ مکینیکل میں اپنی اعلیٰ تعلیم کا آغاز کیا۔ اربکان جس وقت یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے وہاں کوئی مسجد نہ تھی جہاں نماز ادا کی جاسکتی چنانچہ اربکان نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر یونیورسٹی میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کو صرف نماز کے لیے استعمال نہ کیا جاتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر مذہبی پروگرام بھی منعقد کرتے اور اسلامی تعلیمات دی جاتی تھیں۔ ترکی کے سابق صدر سلیمان دیمرل (۱۹۲۴ء۔۲۰۱۵ء)[13] ان کے ساتھی طلبہ میں شامل تھے۔[14]

یونیورسٹی کے ساتھی طلبہ ان کے بارے میں یہ خیالات رکھتے تھے:

> وہ بہت پرہیز گار اور محنتی تھے۔ اربکان نے اپنی زندگی کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا ایک حصہ نماز کے لیے، ایک حصہ پروجیکٹ کو، ایک حصہ دوستوں کو اور ایک حصہ اپنے لیے تھا۔ جب سب ایک صفحہ مکمل کرتے اربکان چالیس

صفحے مکمل کر لیتے تھے۔کام کے دوران جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ نماز پڑھنے چلے جاتے اور وہاں سے ہی کام شروع کرتے جہاں سے ختم کیا ہوتا۔[۱۵]

اربکان کے اسلام سے قریب ہونے کی وجہ ان کے والدین کی تعلیم بھی تھی جس نے ان کو اسلام سے قریب رکھا۔ حالانکہ انھوں نے مغربی اداروں میں تعلیم حاصل کی اور اس وقت کے حالات بھی دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ناسازگار تھے لیکن اس کے باوجود وہ اسلام کے بارے میں اچھی معلومات رکھتے تھے۔ جہاں تک ان کی دینی تعلیم کے حصول کا تعلق ہے کہ انھوں نے کہاں سے حاصل کیا اس بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہیں۔جب وہ نوجوان تھے تو لوگوں کو قرآن کی آیات سناتے تھے اور کہتے تھے کہ قرآن کا تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہیے۔[۱۶]ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی کہ وہ تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف چیزوں میں اپنے آپ کو بہتر بنائیں اس کے لیے وہ نجیب فاضل (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۸۳ء)[۱۷] کے مضامین پڑھتے اور ان کے درس میں بھی شریک ہوتے۔[۱۸]

یونیورسٹی کے دور میں اربکان ہر جمعہ کے روز اپنے دوستوں مصطفی قوضلو (۱۹۲۶ء۔۲۰۰۴ء)[۱۹] اور عمر قوضلو (۱۹۱۶ء۔۱۹۸۹ء)[۲۰] سے یونیورسٹی کی مسجد میں آکر ملتے تھے اس دوران ان کے بڑے بھائی بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہاں مصطفی قوضلو بحث کے لیے سب کو ایک عنوان دیتا تھا ایک دفعہ اس نے اربکان کو ایک عنوان دیا جس پر اربکان نے دو ہفتوں میں نہایت محنت سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اربکان نے اپنے طالب علمی کے زمانے میں صرف اپنی یونیورسٹی کی تعلیمی قابلیت کو بہتر نہیں کیا بلکہ اسلامی تعلیمات حاصل کرنے میں دلچسپی لی۔ وہ یونیورسٹی سے قریب مسجد فاتح کے امام عبدالرحمن شریف گلیازجی (۱۹۰۴ء۔ ۱۹۷۸ء)[۲۱] سے بھی وابستہ تھے ان سے انھوں نے عربی اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ عبدالعزیز بیکان آفندی (۱۸۹۵ء۔ ۱۹۵۲ء)[۲۲] سے بھی ملے تھے ان کے انتقال کے بعد نقشبندی عالم، زاہد قتلو (۱۸۹۷ء۔۱۹۸۰)[۲۳] سے وابستہ ہو گئے۔ اربکان کی یہ وابستگی صرف یونیورسٹی کے ہی دوران نہ تھی بلکہ اپنی ساری زندگی کے دوران وہ ان سب کی عزت کرتے رہے تھے۔ زاہد قتلو کے کہنے پر انھوں نے سورۃ فاتحہ کی پچاس صفحات پر مشتمل تفسیر بھی لکھی۔ پروفیسر صباحتین زیم (۱۹۲۶ء۔۲۰۰۷ء)[۲۴] کے مطابق زیرک مسجد میں آتے اور مختلف مسائل کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔[۲۵]

اربکان زاہد قتلو کو اپنا روحانی پیشوا مانتے تھے اور اکثر ان کی درگاہ پر حاضری دینے جاتے اور رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ ان کی سیاسی زندگی کے آغاز میں زاہد قتلو کی صحبت کے اثرات تھے۔[۲۶]اس کے علاوہ نجم الدین اربکان اسلامی احیاء کی تحریک کے رہنما بدیع الزماں سعید نورسی (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۶۰ء)[۲۷] سے متاثر تھے۔ اربکان کے بچوں فاطمے اور ایلف کے مطابق اربکان جب سترہ سال کے تھے تو گمش ہانے درگاہ[۲۸] کے حاجی حسیب آفندی (۱۸۶۴ء۔ ۱۹۴۹ء)[۲۹] کے

ساتھ اتوار کی رات بے کوئز[۳۰] میں یوشع علیہ السلام[۳۱] کے مزار پر جاتے اور رات بھر وہیں عبادت کرتے اور صبح کی نماز پڑھ کر واپس آتے تھے۔ اس کے علاوہ فاطمے مزید بتاتے ہیں کہ محمد زاہد قتلو کے ساتھ ان کا بہت قریبی اور اہم رشتہ تھا۔ ان کے بیٹے کے مطابق زاہد قتلو اور اربکان اکثر ملتے، کبھی کبھی وہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو گھنٹوں کوئی بات کیے بغیر گھٹنوں پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے۔ اس سے ان دونوں کے تعلقات کی مضبوطی اور محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔[۳۲]

نجم الدین ربکان نے اپنی پانچ سالہ یونیورسٹی کی پڑھائی چار سال میں مکمل کی اور ۱۹۴۸ء میں پہلی پوزیشن کے ساتھ ڈگری حاصل کی۔ یونیورسٹی میں ڈگری کے حصول کے ساتھ ہی انھوں نے یونیورسٹی میں ایک کورس میں بحیثیت اسسٹنٹ کام کیا۔ عام طور پر یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ یا پروفیسر پڑھاتے تھے لیکن اربکان کو اس وقت خصوصی اجازت کے ساتھ یہ اعزاز حاصل تھا۔ ۱۹۴۸ء۔ ۱۹۵۱ء کے دوران انھوں نے تدریس کے ساتھ ساتھ کئی تحقیقی مضامین لکھے اور اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ مکمل کیا۔[۳۳]

۱۹۵۱ء میں اربکان کو یونیورسٹی کی طرف سے وظیفہ ملا اور وہ تحقیقی تعلیم ٹینک سازی اور اس کی مکینک کے حصول کے لیے آیچن (Aachan) یونیورسٹی جرمنی چلے گئے جہاں وہ پروفیسر اسکیڈمیٹ (Schmidt) کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد آپ پہلے ترک تھے جو کسی جرمن یونیورسٹی میں پڑھنے گئے تھے۔ وہاں انھوں نے دو سال کے اندر اپنے تین مقالے مکمل کیے۔ اس دوران انھوں نے اپنا ایک تحقیقی پرچہ جرمن اکنامک منسٹری کے لیے بنایا کہ کیسے ایسا انجن بنایا جا سکتا ہے جو کہ کم ایندھن استعمال کرے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اپنا ایک مقالہ بھی تحریر کیا جس کا عنوان تھا:

How fuel is injected in diesel engines: A mathematical explanation

جب یہ مقالہ چھپا تو اسے نہ صرف جرمنی کے سائنسدانوں میں بڑی پذیرائی ملی بلکہ سائنسی میدانوں میں بھی۔ ڈیوٹز (DEUTZ) موٹر فیکٹری کے پروفیسر ڈاکٹر فلیٹس (Dr.Flats) نے اس مقالے کی مکمل جانچ کے بعد اربکان کو بلایا اور کہا کہ وہ اپنی یہ تحقیق لیپرڈ ٹینک پر کریں، بعد میں جرمن اکنامک منسٹری نے ان کو جرمن سائنس دانوں کے گروپ کے ساتھ سب سے بڑے انڈسٹریل ایریا میں بلایا جو کہ رور (Ruhr) میں واقع تھا۔[۳۴]

ستائیس سال کی عمر میں اربکان نے استنبول یونیورسٹی میں پروفیسر شپ کے لیے امتحان دیا۔ وہ کامیاب ہونے والے سب سے کم عمر فرد تھے۔ اس کے بعد وہ واپس جرمنی گئے اور چھ مہینے بحیثیت چیف انجینئر ڈیوٹیز (ZTUED) فیکٹری میں کام کیا۔ جرمنی میں اپنے دوسرے دورے کے دوران انھوں نے عزم کیا کہ اپنے ملک میں واپس جا کر بھاری صنعت لگانے پر کام کریں گے۔ ۱۹۵۳ء میں وہ واپس استنبول آ گئے اور مئی ۱۹۵۳ء سے نومبر ۱۹۵۵ء تک انھوں

نے فوج میں شمولیت اختیار کی جو کہ لازمی تھی۔استنبول کھیتانے(Kagithane)[۳۵] میں چھ ماہ تربیت لینے کے بعد انھوں نے چھ ماہ، شعبہ بحالی، ہلیچولو(Halicioglu) میں لیفٹینٹ کے طور پر کام کیا۔[۳۶]

ان دونوں ہر سال ترکی مختلف درآمدات کے لیے فہرست امریکہ کو دیتا تھا۔ ۱۹۵۵ء میں یہ فہرست اربکان نے تیار کی۔ جب یہ فہرست امریکہ پہنچی تو وہاں کے کرنل نے اس فہرست کو دیکھ کر یہ درخواست کی کہ مجھے اس شخص سے ملنا ہے جس نے یہ فہرست بنائی ہے، اربکان کی ملاقات شیرف اروزدیلک (ekSeref Özdil)[۳۷] نے کروائی۔ ملاقات کے دوران امریکی کرنل نے پوچھا کہ آج تک ترکی سے جو بھی مدد مانگی گئی وہ چھلاوہ نیٹ اور کان کنی کے آلات تھے لیکن اس سال فیکٹری میں کام کرنے کے لیے ورک بینچ منگوائی گئیں تو تم اس کا کیا کروگے ؟اور کیسے استعمال کروگے ؟اس کے جواب میں اربکان نے امریکن چارٹر کھولتے ہوئے کہا کہ جو کام ہم کرتے ہیں وہی امریکن بھی کرتے ہیں ان کے پاس یہ بینچز ہیں تو ہمارے پاس کیوں نہ ہوں ؟ کرنل بغیر جواب دیے رخصت ہو گیا اور ترکی کو بینچز فراہم کردیں۔[۳۸]

اربکان اپنی فوجی تربیت مکمل کرنے کے بعد واپس استنبول آئے اور یہاں انھوں نے ایسا انجن تیا کیا جو سو فیصد ترکی کی بنی مصنوعات سے بنا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں انھوں نے ترکش ایگریکلچر ایکوپمنٹ کارپوریشن میں جرمنی کے بنے ہوئے آلات کو تبدیل کرنے کا کام کیا اس کے نتیجہ میں گمش موٹرز[۳۹] وجود میں اآئی جو کہ آج کل Panchar Motors کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ پہلی فیکٹری تھی جس نے ترکی کا پہلا ملکی انجن تیار کیا،اس کے ممبروں نے بغیر کسی مالی مفاد کے اس کے لیے کام کیا۔اس فیکٹری کی تیاری میں زاہد قتلو کی رہنمائی قدم بہ قدم اربکان کے ساتھ تھی۔ زاہد قتلو کے خیال میں صنعتی میدان میں خود کفیل نہ ہونے سے مغربی طاقتوں کے ہاتھوں قید ہو جائیں گے۔انھوں نے غور کیا کہ اگر ہم ایک سوئی خود تک بنا نہیں سکتے تو کچھ نہیں کر سکتے۔ ملکی مفاد کے لیے ہلکی اور بھاری صنعتوں کو فروغ دینا ضروری ہے۔ اس مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے سلورا انجن فیکٹری کی بنیاد پڑی یہ نام گمش ہانے درگارہ سے آیا تھا اس فیکٹری کی بنیاد میں زاہد قتلو کی رہنمائی ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھیوں کا ہر قسم کا تعاون شامل تھا، جس میں فیکٹری کے حصص خریدنا بھی شامل تھا۔[۴۰] اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نجم الدین اربکان مذہبی حلقوں میں کس قدر جڑے ہوئے تھے۔ گمش موٹرز سود سے پاک تجارت اور اسلامی اتحاد کی مثال تھی۔ فیکٹری کو شروع کے سالوں میں مالی مسائل کا سامنا کرنا پڑا جس کی بڑی وجہ ڈالر کا مہنگا ہونا تھا لیکن ۱۹۶۰ء میں اس کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ تھوڑی مالیت میں شروع ہونے اس فیکٹری کے پیچھے اس کے ملازمین کی ان تھ محنت شامل تھی جس نے انتہائی کم ڈیزل میں چلنے والا انجن تیار کیا۔اب ترکی صرف آڑو ہی نہیں کم ڈیزل پر چلنے والا انجن تیار کرنے والا ملک بھی بن گیا۔[۴۱]

عدنان میندرس (۱۸۹۹ء۔۱۹۶۱ء) جو اس وقت ترکی کے وزیر اعظم تھے انھوں نے جب فیکٹری کا دورہ کیا تو اپنے خیالات کا اس طرح اظہار کیا:

"جب میں کسان تھا تو میں نے انجنوں کو استعمال کیا تھا، مجھے معلوم ہے
کہ ترکی کی ترقی کے لیے یہ کتنا اہم ہے اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ
ترکی میں ان کی تیاری کی جا رہی ہے"۔ [۴۲]

اس موقع پر انھوں نے فیکٹری کو تیرہ لاکھ ڈالر کی امداد دی۔ میندرس کے دورے کے کچھ عرصے بعد اربکان نے قومی ودفاعی کانفرنس میں شمولیت اختیار کی۔ اربکان نے اس کانفرنس میں یہ نظریہ پیش کیا کہ ترکی میں آٹو موبائیل تیار کی جائیں۔ اس سلسلے میں آٹو موبائیل قومی سطح پر دیورام موٹرز میں تیار کیا گیا۔[۴۳] نجم الدین اربکان ۱۹۶۹ء تک یونیورسٹی سے وابستہ رہے اس دوران ان کی تحقیقی اور صنعتی سرگرمیاں جاری رہیں۔ یونیورسٹی کو خیر باد کہنے کے بعد انھوں نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کئی صنعتی کارخانے قائم کیے جس سے نوجوانوں کو روزگار ملا اور ان کو سود سے پاک قرضے بھی دیے گئے۔ اربکان کا مشن ترکی کو صنعتی لحاظ سے مضبوط بنانا تھا۔

اربکان ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۳ء تک صنعتی شعبے کے صدر رہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترکش کامرس یونین، انڈسٹری، میری ٹائم ٹریڈرز اور ٹریڈ ایکسچینج میں شمولیت اختیار کی۔ ۱۹۶۶ء میں وہ چیمبر انڈسٹری میں ممبر کی حیثیت سے آئے اور کچھ عرصے بعد وہ چیمبر کے سیکریٹری بن گئے اس کے بعد سے انھوں نے چھوٹے کاریگروں اور تاجروں کے لیے آواز اٹھائی۔ اس چیز نے ان کی سیاست میں دلچسپی بڑھائی اور انھوں نے باقاعدہ سیاست میں قدم بڑھایا۔[۴۴]

۱۰ جنوری ۱۹۶۷ء کو انھوں نرمن حانم (۱۹۴۳ء۔۲۰۰۵ء) سے شادی کی۔ وہ نرمن حانم سے ۱۹۶۶ء میں ملے تھے ان دونوں کے نظریات ملتے تھے۔ نرمن جرمن، انگریزی اور فرینچ پر عبور رکھتی تھیں۔ ۱۹۶۷ء میں ان کی بڑی بیٹی زینب، ۱۹۷۴ء میں ایلف اور ۱۹۷۹ء میں بیٹا فاطح[۴۵] پیدا ہوا۔[۴۶]

نجم الدین اربکان ۱۹۶۸ء میں یونین آف چیمبر کے بورڈ کے ممبر ہوئے اور ۱۹۶۹ء میں صدر ہوئے تو ان کی کامیابی سیکولر عناصر کو اپنے لیے خطرہ محسوس ہوئی چنانچہ حکومت وقت نے انھیں پولیس کے زور پر اس عہدے سے ہٹا دیا۔ اس موقع پر اربکان نے سوچا کہ اگر قوم کے لیے کچھ کرنا ہے تو سیاست میں آئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔[۴۷] اربکان نے ۱۹۶۹ء میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے انتخابات میں کھڑے ہو کر اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔[۴۸] ۱۹۷۱ء کی فوجی مداخلت کے باعث سلیمان دیمرل نے استعفی دے دیا۔ دستور میں ترمیمات کی گئیں اس طرح سے جو دستور سامنے آیا وہ فوجی تھا۔ اس میں فوجی حکومت کو یہ اختیار دیا گیا کہ کسی بھی پارٹی پر پابندی لگا سکتی ہے اور ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کر

سکتی ہے۔[49] اس سیاسی اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے نجم الدین اربکان نے ۱۹۷۰ء میں ملی نظام پارٹی کی بنیاد رکھی جسے بعد میں ملی سلامت پارٹی کا نام دیا گیا۔ جس کا نشان بند مٹھی تھا جو اتحاد و استحکام کی علامت تھا اور شہادت کی انگلی ہوا میں لہراتی ہوئی روشن مستقبل کی علامت تھی۔[50] پارٹی کا اولین مقصد نظم و ضبط، خوشحالی و ترقی اور خیر و فلاح کو عام کرنا تھا۔ اسمبلی میں قومی اور بین القوامی مسائل کے حل کے لیے آواز اٹھانے پر بہت سی شخصیات ان کے ساتھ شامل ہوتی گئیں جن میں رجب طیب اردوغان (پیدائش ۱۹۵۴ء) [51] کا نام سر فہرست ہے۔ پارٹی نے بڑی حکمت عملی سے عوام اور خاص طور پر نوجوانوں میں قومی، ملی اور اسلامی بیداری پیدا کی۔ انھی کوششوں سے ترکی میں اسلام پسند پارٹیوں کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔ پارٹی کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے سیکولر عناصر کو اپنے لیے خطرہ محسوس ہوا اور عدلیہ نے پارٹی کو کالعدم قرار دے دیا اور اگلے پانچ سالوں تک نئی پارٹی اور انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی گئی[52]۔

نجم الدین اربکان نے اس کے بعد مختلف اوقات میں اسلامی جماعتیں تشکیل دیں سیکولر عناصر کی طرف سے اربکان پر مسلسل پابندیاں لگتی رہیں، خود دو دفعہ ان پر سیاست سے الگ رہنے پر پابندی لگیں۔ ۱۹۷۴ء میں وہ نائب وزیر اعظم رہے اس کے علاوہ وزارت داخلہ، صنعت و زراعت کی اہم وزارتوں کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ۱۹۹۶ء میں وہ وزیر اعظم بھی رہے۔ انھوں نے مختصر عرصے میں ملک کی معاشی حالت کو بہتر بنایا، تنخواہوں میں اضافہ کیا، اوائی سی CIO [53] کو متحرک کیا اور مشترکہ اسلامی منڈی قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن سیکولر عناصر کو یہ بات پسند نہیں آئی اور ان کی حکومت کو ختم کر دیا گیا۔ ان کے خلاف سرکاری رقوم کی خرد برد کرنے کے مقدمات قائم کر کے انھیں قید کر دیا گیا اور پارٹی پر پابندی لگا دی گئی۔ اس عرصے میں ان کی پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ سرکاری پابندیوں کے باوجود رفاہ پارٹی فضیلت پارٹی میں ضم ہو گئی لیکن ۲۰۰۱ء میں اس پر بھی پابندی لگا دی گئی۔ جون ۲۰۰۱ء کو رجائی قوطان (۱۹۳۰ء) [54] کی قیادت میں فضیلت پارٹی کی جگہ سعادت پارٹی قائم ہوئی اور نجم الدین اربکان ۲۰۱۰ء تک اس کی قیادت کرتے رہے۔[55]

بنیادی طور پر دیکھا جائے تو نجم الدین اربکان نے جتنی بھی پارٹیاں بنائیں وہ حقیقی اسلامی تھیں وہ کسی بھی پابندی پر پیچھے نہ ہٹے اور ترکی میں احیاء اسلام میں اپنا کردار بھرپور ادا کیا۔ ان کی جدوجہد کا ہی نتیجہ ہے کہ رجب طیب اردوغان کی قیادت میں مسلسل اسلام پسند پارٹی برسر اقتدار ہے یہ ترکی عوام کی اس سوچ کی عکاسی کرتی ہے جس کا بیج نجم الدین اربکان نے بویا تھا۔

۲۸ فروری ۲۰۱۱ء کو حرکت قلب بند ہونے سے نجم الدین اربکان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وصیت کے مطابق انھیں سلطان محمد فاتح مسجد سے ملحقہ میدان میں ان کے غم میں لوگوں کے جم غفیر کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ دنیا بھر سے اسلامی تحریکوں کے مسلمان نمائندوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور تعزیاتی پیغامات ارسال کیے۔[۵۶]

(References الھوامش)

[۱] ۔ ترکی کا رہائشی علاقہ جو بحیرہ اسود کے علاقے میں واقع ہے۔
A residential area of Turkey located in the Black Sea region.

[۲] ۔ اس کا پرانا نام سس ہے آدانا صوبہ میں واقع ہے یہ ترکی کا رہائشی علاقہ ہے جو کہ بحیرہ روم میں واقع ہے۔
Its old name is Sis; it is located in Adana Province, a residential region of Turkey, which is located on the Mediterranean Sea.

[۳] ۔ پروفیسر محمد اجتباء ندوی، ترکی کے نئے وزیر اعظم، مشمولہ رسالہ تعمیر حیات، ۳۳، شمارہ ۱۸، ۲، ص ۱۷-۱۹
Prof. Muhammad Ajtba Nadwi, Turkey ke nai wazireazam, Mashmola Risala Tameer Hayat, Shumarah 33, 2018 p 17-19

[۴] ۔ ایضاً
Ibid

[۵] ۔ نعمان قرتلموش کستامانو میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے برصہ ملٹری اکیڈمی میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۵ء میں وہ فوج میں بحیثیت لیفٹیننٹ ہوئے۔ وہ بلقان، ارزورم، باطومی اور آذربائیجان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔ سیکاریا کی جنگ میں شدید زخمی ہونے کے باعث وہ فوج سے مستعفی ہو گئے اور استنبول میں رہائش اختیار کر لی۔ ان کی کتاب ترکی رسم الخط میں ۱۹۴۰ء میں چھپی۔
Nauman Qar Talmush was born in Kastamano. He studied at Bursa Military Academy. In 1905, he joined the army as a lieutenant. He participated in the wars of Balkan, Erzurum, Batumi and Azerbaijan. He resigned from the army after being seriously injured in the battle of Sikariya and settled in Istanbul. His book was published in Turkish script in 1940.

6. Halil Ibrahim, Din ve siyaset iliskisi baglamainda Milli Grous, Hitit University, Turkey, 2018, p 257

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۷

[۷] ۔ لائے لی مسجد سلطان مصطفیٰ ثالث نے ۱۷۶ء سے ۱۷۶۳ء کے درمیان معمار محمد طاہر آغا سے تعمیر کروائی۔ ۱۷۸۳ء اور ۱۹۱۱ء میں آگ لگنے سے اس کو نقصان پہنچا۔
Lai Lai Mosque was built by Sultan Mustafa Al-Talihi between 176 AD and 1763 AD by the architect Muhammad Tahir Agha. It was damaged by fire in 1783 and 1911.

8. Ahmet akgül, Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p13

[۹] ۔ ایضاً
Ibid

۱۰۔ ترکی کا ایک شہر جو طرابزون صوبہ میں واقع ہے۔
A city located in Trabazon province of Turkey.

11. Halil Ibrahim, Din ve siyaset iliskisi baglaminda Milli Gorus, p 273

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۷۳

12. Ahmet akgül, Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p13

[13] ۔سلیمان دیمرل یکم نومبر ۱۹۲۴ء کو اتابے (ترکی) میں پیدا ہوئے۔ترک سیاست دان تھےاور سات بار ترکی کے وزیر اعظم رہے۔وہ ۱۹۹۳ء سے ۲۰۰۰ء تک ترکی کے نویں صدر رہے۔ وہ جسٹس پارٹی اور ٹروتھ پارٹی کے سربراہ رہے۔ ۱۷ جون ۲۰۱۵ء کو ان کا انتقال ہوا۔

Suleiman Demiral was born on November 1, 1924 in Atabay (Turkey). He was a Turkish politician and seven times the prime minister of Turkey. He was the ninth president of Turkey from 1993 to 2000. He was the head of Justice Party and Truth Party. He passed away on 17 June 2015.

14. Ahmet akgül , Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi , p13

15. Halil Ibrahim, Din ve siyaset iliskisi baglaminda Milli Grous, p 260

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۶۰

[16] ۔ایضاً، ص ۲۸ Ibid p 28

[17] ۔ترکی کے مشہور قلم کار، ادیب اور مفکر ہیں۔ ان کے خاندان کا تعلق اناطولیہ کے شہر مرعش سے تھا لیکن آپ کی زندگی استنبول میں گزری۔آپ نے بینک میں ملازمت اختیار کی لیکن جلد ہی چھوڑ دی۔آپ نے بویوک دوغوی یعنی مشرق عظیم کے نام سے مکتب فکر کی بنیاد رکھی اور اسی کے نام سے رسالہ شائع کرتے رہے۔ انھوں نے نوجوانوں کو خود مختاری کا درس دیا۔ انھیں ترکی میں شیکپئر کے برابر کا ڈرامہ نگار مانا جاتا ہے۔

He is a famous writer, writer and thinker of Turkey. His family was from Maraş, Anatolia, but his life was spent in Istanbul. He took a job in a bank but soon left. He continued to publish a magazine named He taught independence to the youth. He is considered as a dramatist equal to Shakespeare in Turkey.

18. Halil Ibrahim, Din ve siyaset iliskisi baglaminda Milli Gorus, P260

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۶۰

[19] ۔ مصطفیٰ قوضلو ۱۹۲۶ء میں انالیہ، ترکی میں پیدا ہوئے۔ استنبول یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی۔ ٹیکسٹائیل کے شعبے سے وابستہ ہوئے۔ انھوں نے بہت سی اسلامی تحریکوں میں شمولیت اختیار کی۔وہ نجم الدین اربکان کے قریبی دوستوں میں سے تھے لیکن سیاست میں کبھی حصہ نہیں لیا۔ ان کا انتقال ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء فتح بالیپاشا میں ہوا۔

Mustafa Kuzlu was born in 1926 in Analia, Turkey. Studied engineering at Istanbul University. Engaged in textile sector. He joined many Islamic movements. He was one of the close friends of Najmuddin Arbakan but never participated in politics. He died on October 10, 2004 in Fateh Balipasha.

[20] ۔ عمر قوضلو، کیسری، ترکی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اور دادا استاد تھے۔ انھوں نے سائنسی ماحول میں پرورش پائی تھی۔ وہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ الزہر، مصر گئے لیکن اس میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس کے بعد انھوں نے استنبول یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔ وہ طالب علمی کے زمانے میں دینی تعلیم کے لیے بہت سے علماء کے درس میں شرکت کیا کرتے جن میں فتح مسجد کے محمد حمدی، عمر آفندی، بیکر حقی آفندی اور طاہر آفندی شامل تھے۔ انھوں نے آرکیٹیک کی حیثیت سے کام کیا۔ انھوں نے رسالہ نور کی اشاعت میں بھی کام کیا۔ مختلف موضوعات پر نظمیں اور مضامین تحریر کیے۔ سلیمان مسجد کی ازسرنو آرائش میں سپروائیزر کے طور پر کام کیا۔ ۱۹۶۲ء میں استنبول اسلامک انسٹیٹیوٹ میں اسلامک آرٹ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ انھوں نے مکہ میں مرکز حج میں خاص آرکیٹک کے طور پر کام کیا۔ ان کا انتقال مدینہ میں ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء کو ہوا اور انھیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

Omar Kuzlu was born in Kayseri, Turkey. His father and grandfather were teachers. He was brought up in a scientific environment. He went to Jamia al-Zahr, Egypt to pursue religious education but did not succeed. After that, he received his degree from Istanbul University. During his student days, he used to attend the teaching of many scholars for religious education, including Muhammad Hamdi of Fateh Mosque, Umar Effendi, Baker Haqi Effendi and Tahir Effendi. He worked as an architect. He also worked in the publication of Risala Noor. Wrote poems and essays on various topics. Worked as super-wise in the redecoration of Sulaiman Masjid. In 1962, he was appointed as a professor of Islamic art at the Istanbul Islamic Institute. He worked as a special architect in the center of Hajj in Makkah. He died in Medina on 19 July 1989 and was buried in Jannat al-Baqi.

[21]۔ عبدالرحمٰن شریف گلیازجی، ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ابراہیم آفندی مفتی تھے۔ وہ میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن مالی مشکلات کے باعث نہ کر سکے اور شعبہ دینیات میں ۱۹۲۷ء میں ڈگری حاصل کی اور فتح ملت لائبریری سے وابستہ ہو گئے۔ وہ امام حاطب اسکول میں فقہ اور حدیث کا درس دیتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں انھیں استنبول کا صوبائی مفتی بنایا گیا۔ وہ بایزید اور فاتح مسجد میں بھی واعظ کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۱۵ مئی ۱۹۷۸ء کو ہوا۔

Abdul Rahman Sharif Galiyazji was born in 1904. His father Ibrahim Effendi was a mufti. He wanted to study medicine but could not do it due to financial difficulties and obtained his degree in theology department in 1927 and became associated with Fateh Millat Library. He used to teach Fiqh and Hadith in Imam Hatib School. In 1950, he was made the Provincial Mufti of Istanbul. He also used to preach in Bayazid and Fateh Masjid. He died on 15 May 1978.

[22]۔ عبدالعزیز بیکان آفندی، مرکان صوبہ، استنبول میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تاجر تھے۔ عربی اور دینی تعلیم ہلیل آفندی سے حاصل کی جو کہ کپتان پاشا مسجد کے امام تھے۔ انھوں نے بخارا میں بلند پائے کے علماء سے درس لیے۔ روس میں انقلاب کے بعد وہ استنبول آ گئے یہاں بایزید مدرسے سے منسلک ہو گئے۔ وہ بیکوز اور عسکری مسجد کے امام رہے۔ ۲ نومبر ۱۹۵۲ء کو ان کا انتقال ہوا۔

Abd al-Aziz Bekan Efendi was born in Merkan Province, Istanbul. Your father was a businessperson. Received Arabic and religious education from Hillil Effendi, who was the imam of the Captain Pasha Mosque. He studied with eminent scholars in Bukhara. After the revolution in Russia, he came to Istanbul and joined the Bayezid Madrasah. He was Imam of Bekoz and Askari Mosque. He died on November 2, 1952.

[23]۔ زاہد قتلو ۱۸۹۳ء میں برصہ میں پیدا ہوئے۔ وہ عالم، مصنف، مدرس اور نقشبندی شیخ تھے۔ انھوں نے جنگ عظیم اول میں حصہ لیا۔ جنگ کے بعد انھوں نے گمش ہانے درگاہ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے تصوف، جہاد اور بہت سے اسلامی عنوانات پر کتابیں تحریر کیں اور کئی درسگاہوں میں امام کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیے۔ ۱۹۸۰ء میں شدید علالت سے ان کا انتقال ہوا۔ انھیں سلیمان مسجد کے احاطے میں دفن کیا گیا۔

Zahid Katlu was born in Bursa in 1893. He was a scholar, writer, teacher and Naqshbandi Sheikh. He participated in the First World War. After the war, he received religious education from Gumish Hane Dargah. He wrote books on Sufism, Jihad and many other Islamic topics and served as Imam in many schools. He died in 1980 due to serious illness. He was buried in Sulaiman Masjid premises.

[24]۔ پروفیسر صباحتین زیم، ۱۹۲۶ء میں میسڈونیا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں وہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ استنبول آ گئے۔ انھوں نے انقرہ یونیورسٹی میں شعبہ سیاسیات میں ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۳ء میں استنبول یونیورسٹی میں بحیثیت اسسٹنٹ ملازمت اختیار کی۔ وہ گمش موٹرز کے بورڈ آف ڈائیریکٹر بھی رہے۔ ان کا انتقال ۱۰ دسمبر ۲۰۰۷ء میں اسی برس کی عمر میں ہوا۔

Professor Sabbatin Zim was born in Macedonia in 1926. In 1934, he came to Istanbul with his family. He received his degree in political science from Ankara University. In 1953, he accepted a job as an assistant in Istanbul University. He was also the Board of Directors of Gumish Motors. He died on 10 December 2007 at the age of eighty years.

25. Halil Ibrahim, Din ve siyaaset isliskisi baglaminda Milli Gorus, p 261

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص۲۶۱

26. Zeyneb çağliyan imişiker, The changing nature of Islamism in Turkey, Bilkent University, Ankara, 2002, p 16

۲۷۔ سعید نورسی، آپ کا پورا نام بدیع الزماں سعید نورسی تھا۔ آپ صوبہ تلیس کے قصبہ ہیزان کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کردش خاندان سے تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ کا شمار مشہور علماء میں ہونے لگا۔ آپ نے قرآن حدیث، فقہ،، تارِیخ، فلسفہ اور جغرافیہ میں مہارت حاصل کی۔ لادینی نظریات کی مخالفت میں آپ پر مقدمہ چلایا گیا لیکن آپ نے جرات سے اس کا مقابلہ کیا۔ رہا ہونے کے بعد آپ نے تعلیم وتربیت کی ترویج میں مصروف ہو گئے۔ آپ کا اتاترک کی غیر اسلامی اصلاحات سے اختلاف رہا۔ آپ نے قرآن کی تفسیر لکھنی شروع کی اور تبلیغ جاری رکھی۔ آپ نے ۲۷ رمضان ۱۹۵۹ء کو وفات پائی۔

Saeed Noorsi, your full name was Badi-ul-Zaman Saeed Noorsi. Born in 1873. Your father was from a Kurdish family. Received his primary education in the village. At the age of eighteen, he started to be counted among the famous scholars. He specialized in Quran, Hadith, Fiqh, History, Philosophy and Geography. You were prosecuted for opposing Ladino ideals but you fought it bravely. He disagreed with Atatürk's un-Islamic reforms. He started writing commentary on the Qur'an and continued preaching. He died on 27 Ramadan 1959.

۲۸۔ گمش ہانے طرابزوں سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ایک درگاہ ہے۔ اس درگاہ کو فاطمہ صوفی درگاہ بھی کہا جاتا ہے۔ جسے احمد ضیاء آفندی (۱۸۱۳ء۔۱۸۹۲ء)، جن کا تعلق نقشبندی سلسلے سے تھا ۱۸۵۹ء میں قائم کیا۔ یہ درگاہ علم و حکمت کا مرکز ہے۔ اس درگاہ کا مقصد مذہبی، معاشی اور سماجی خدمات دینا ہے۔

Gumsh Hane is a shrine located at a distance of forty miles from Tarabza. This Dargah is also known as Fatima Sufi Dargah. It was established in 1859 by Ahmad Zia Effendi (1813-1892), who belonged to the Naqshbandi lineage. This dargah is the center of knowledge and wisdom. The purpose of this dargah is to provide religious, economic and social services.

۲۹۔ حاجی حسیب آفندی میسوڈونیا میں پیدا ہوئے ان کے والد کا نام علی آفندی تھا اور مسجد العتیق کے امام تھے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد استنبول آ گئے اور محمد آغا مدرسہ، چارشنبہ میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ سند حاصل کرنے کے بعد وہ مسجد العتیق میں صحیح بخاری پڑھانے لگے۔ ان کا انتقال ۱۵ مئی ۱۹۴۹ء کو ہوا۔

Haji Hasib Effendi was born in Macedonia, his father's name was Ali Effendi and he was the imam of Al-Atiq Mosque. After receiving his primary education, he came to Istanbul and began his education at the Muhammad Agha Madrasa, Charshanba. After receiving the certificate, he started teaching Sahih Bukhari in Masjid al-Atiq. He died on 15 May 1949.

۳۰۔ بیکوز (Beykoz) ترکی کا ایک علاقہ جو استنبول میں واقع ہے۔

Beykoz is a region of Turkey located in Istanbul.

[31]۔ یوشع علیہ السلام کا پورا نام یوشع بن نون ہے۔ علماء کرام ان کے نبی ہونے پر متفق ہیں۔ محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری عمر میں نبوت آپ کو منتقل کر دی گئی تھی۔

Joshua's full name is Joshua bin Nun. Scholars agree that he is a prophet. According to the tradition of Muhammad bin Ishaq, prophethood was transferred to Prophet Moses (peace be upon him) in his last years.

32. Halil Ibrahim, Din ve siyaset iliskisi baglaminda Milli Gorus, p: 259-261

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۹۔۲۶۱

[33]۔ ایضاً، ص ۲۶۲ Ibid p 262

34. Halil Ibrahim, Din ve siyaset baglaminda Milli Gorus, p 259-263

ہلیل ابراہیم، دین اور سیاست کی روشنی میں ملی گورش، ہیٹ یونیورسٹی، ترکی، ۲۰۱۸ء، ص ۲۵۹۔۲۶۳

[35]۔ استنبول، ترکی کا ایک علاقہ جو عثمانی حکومت کے زمانے میں "سدا آباد" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ جنگلاتی علاقہ تھا جو کہ اپنے صاف پانی، ٹیولپ فیلڈز اور تہواروں کی وجہ سے مشہور تھا۔ بیسویں صدی میں یہ صنعتی علاقے میں تبدیل ہو گیا۔ کاغذ کے کارخانوں کی وجہ سے اسے "کاغذ گھر" کہا جانے لگا۔

An area in Istanbul, Turkey known as "Sada Abad" during the Ottoman rule. It was a forested area famous for its clear water, tulip fields and festivals. In the 20th century, it was transformed into an industrial area. It came to be called "Paper House" because of the paper mills.

36. Ahmet akgül ,Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p 14

[37]۔ شیرف اوزدیلک (zdilekÖ Seref) استنبول کے فوجی اسکول کہتانے کے کمانڈر تھے۔

Seref Özdilek was the commander of Kathane military school in Istanbul.

38. Ahmet akgül ,Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p 14

[39]۔ گمش موٹرز کا استنبول میں آغاز ہوا چند سالوں میں یہ درآمد کرنے والی کمپنیوں میں شمار ہونے لگی۔

Gumesh Motors started in Istanbul within a few years it became one of the import companies.

40. Yalcin Soner, Erbakan, Kirmizikedi Yayinevi, Istanbul, 2012, p 27

41. Necmettin Erbakan, Davam, Mgv publications, 2017, p8

42. Ahmet akgül ,Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p 14

43. Yalcin, Soner, Erbakan, p 27

[44]۔ ایضاً، ص ۱۵ Ibid p 15

[45]۔ محمد فاطے، نجم الدین اربکان کے صاحب زادے ہیں اور سیاست دان ہیں یہ فضیلت پارٹی سے وابستہ ہیں جو کہ ان کی والد کی قائم کردہ ہے۔

Mohammad Fateh is the son of Najmuddin Erbakan and is a politician associated with Fazlat Party, which was founded by his father.

46. Yalçin, Soner, Erbakan,p 33-35

Ahmet akgül , Dünyanın değişimi ve Erbakan devrimi, p 15

[47]۔ ایضاً Ibi

48. Yalçin, Soner, Erbakan, p 41

[۴۹]۔ڈاکٹر عبیداللہ فلاحی ،جدید ترکی میں اسلامی بیداری : علامہ سعید نورسی سے نجم الدین اربکان تک ، اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۱۴۳۔۱۴۵

Dr. Obeidullah Fallahi, Islamic Awakening in Modern Turkey: Allama Saeed Nursi to Najmuddin Erbakan, Islamic Publications, Lahore, 1999, p 143-145

[۵۰]۔پروفیسر محمد اجتباء ندوی، ترکی کے نئے وزیر اعظم، محولہ بالا، ص۱۷۔۱۹

Prof. Muhammad Ajtba Nadwi, Turkey ke nai wazireazam, 17-19

[۵۱]۔رجب طیب اردوغان ۲۶فروری ۱۹۵۴ء کو کاظم پاشاکے علاقے میں پیدا ہوئے۔ عدالت وترقی پارٹی (AKP)کے سربراہ، استنبول کے سابق میئر اور بارہویں صدر ہیں۔آپ ترکی کی معیشت بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔اس کے علاوہ تعلیم پر بھی آپ خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔

Recep Tayyip Erdogan was born on February 26, 1954 in Kazem Pasha area. He is the head of the Justice and Development Party (AKP), the former mayor of Istanbul and the twelfth president. You are trying hard to improve Turkey's economy. Apart from this, you are also paying special attention to education.

[۵۲]۔پروفیسر محمد اجتباء ندوی، ترکی کے نئے وزیر اعظم، محولہ بالا، ص۱۷۔۱۹

Prof. Muhammad Ajtba Nadwi, Turkey ke nai wazireazam, 17-19

[۵۳]۔OIC تنظیم تعاون اسلامی ایک بین القوامی تنظیم ہے۔جس میں مشرق وسطی، مغربی و جنوبی افریقہ، جنوب مشرق ایشیا اور برصغیر کے ممالک شامل ہیں۔ یہ مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کا کام سرانجام دیتی ہے۔ اس کا قیام ۱۹۶۹ء میں مسجد اقصی پر یہودیوں کے حملے کے ردعمل کے طور پر مراکش کے شہر رباط میں ہوا۔۲۰۱۱ء میں تنظیم کا نام موتمر اسلامی سے تبدیل کر کے تنظیم تعاون اسلامی کر دیا گیا۔اس کا اجلاس ہر تین سال کے بعد ہوتا ہے اس کا مستقل دفتر سعودی عرب کے شہر جدہ میں ہے۔

OIC Organization of Islamic Cooperation is an international organization. Which includes countries in the Middle East, West and South Africa, Southeast Asia and the subcontinent. It works to protect the interests of Muslims. It was established in Rabat, Morocco in 1969 as a response to the Jewish attack on the Al-Aqsa Mosque. In 2011, the name of the organization was changed from Mutmar Islami to Organization of Cooperation Islami. It meets every three years and has its permanent office in Jeddah, Saudi Arabia.

[۵۴]۔رجائی قوطان (Recai Kutan)ملاتیا، ترکی ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔استنبول یونیورسٹی سے سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۷۳ء میں نیشنل سالویشن پارٹی میں شمولیت اختیار کی، ۱۹۸۳ء میں رفاہ پارٹی میں شامل ہو گئے۔ رفاہ پارٹی کے وزیر توانائی بھی رہے۔وہ فضیلت پارٹی کے سربراہ بھی رہے۔ان کا تعلق اسکندر پاشا برادری سے تھا جو کہ نقشبندی طریقت سے منسلک ہے۔

Recai Kutan was born in 1930 in Malatya, Turkey. Graduated from Istanbul University with a degree in Civil Engineering. Joined National Salvation Party in 1973, joined Rafah Party in 1983. Rafah was also the energy minister of the party. He was also the head of the Fadzaila Party. He belonged to the Iskandar Pasha community, which is associated with the Naqshbandi tradition.

55. Yalçin, Soner, Erbakan,p 345

[۵۶]۔ایضاً

Ibid